حفاظت دین کے تین ذرائع جو معرفت حق کی بنیاد بھی ہیں

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری

پچھلے انبیاء محدود علاقے اور مخصوص قوم میں رشد و ہدایت کا کام انجام دینے کیلئے بھیجے جاتے تھے۔ ان کا دور نبوت بھی محدود ہوا کرتا تھا دنیا سے ان کے رخصت ہونے کے بعد ان کے ارشادات و فرمودات تو درکنار، ان کے لائے ہوئے خدائی صحیفے بھی یا تو ناپید ہو جاتے تھے یا ایسے ذرائع سے موجود تھے جن پروثوق و اعتماد، نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر امتداد زمانہ کے ساتھ ان صحیفوں میں بہت کچھ ردوبدل ہو جاتا تھا اور جو کچھ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں موجود رہتا تھا اس پر بھی تاریکی کا دبیز پردہ پڑ جاتا تھا دنیا پرست علماء خودساختہ عقائد اور احکام ان صحیفوں کی طرف نسوب کر کے اس وقت کے ساتھ رائج کر دیتے تھے کہ حقیقت کی تہہ تک پہنچنا سخت مشکل ہو جاتا تھا ان ''کارناموں'' کی بدولت ان علماء کی روزی روٹی جاہ و آبرو اور عزت وقار محفوظ ہو جاتا اور اہل باطل سے دوستانہ روابط برقرار و استوار رہتے۔ ان کا غلبہ اس قدر ہوتا کہ حقائق کی معرفت رکھنے والے اکا دکا حضرات جو باقی رہ جاتے تھے انہیں بند حجروں میں اظہار حق کی تاب نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ اپنے افعال و کردار تک میں حق کو برتتے ہوئے محتاط رہتے تھے ظاہر ہے اسی حالت میں عام لوگوں کیلئے حق تک رسائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اس مرحلے پر اللہ تعالیٰ پھر کوئی پیغمبر یا نبی بھیج دیتا جو پوری قوت کے ساتھ حق کی آواز بلند کرتا۔ قبول حق کی استعداد رکھنے والے رفتہ رفتہ اس کے ساتھ ہو جاتے خدا پرستوں کا ایک قافلہ بن جاتا۔ اور جویائے حق کیلئے حق تک رسائی ممکن ہو جاتی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کسی محدود علاقے متعین قوم اور مخصوص زمانے کیلئے نہیں تھی بلکہ آپ ساری دنیا کیلئے بھیجے گئے تھے۔ اور آپؐ کی رسالت قیامت تک کے زمانے کو محیط ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ پچھلے انبیاءؑ کی طرح آپ ﷺ کے بعد آپ کا دین محرف اور ناپید نہ ہو۔ بلکہ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں جیتا جاگتا ہوا قیامت تک موجود و محفوظ رہے۔ ورنہ قیامت تک کیلئے آپ کی رسالت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کیلئے بڑا جامع ارشاد فرمایا ہے۔ جسے ہم افہام و تفہیم کی سہولت کیلئے تین دائروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ اس دین کے جو اصل سرچشمے اور اساسی ماخذ ہیں یعنی قران مجید اور احادیث نبویہؐ۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ناپید ہونے سے محفوظ رکھا اور تحریف و تبدیلی کا شکار ہونے سے محفوظ رکھا۔ اب سے چودہ سو برس پہلے قرآن مجید جس شکل میں آیا تھا کسی شوشے کی کمی اور زیادتی کے بغیر ٹھیک اس شکل میں موجود محفوظ ہے۔ شروع ہی سے قدرتی طور پر اس کا پھیلاؤ کچھ اس ڈھنگ سے ہوا کہ کبھی بڑے سے بڑے بدطینت کیلئے کسی چھوٹی سے چھوٹی تحریف کا بھی یارانہ ہوا۔ قریب قریب ہی حال احادیث نبویہ کا ہے کہ جو حدیثیں جس طرح مروی ہو کر کتب احادیث میں جمع ہوئیں آج بارہ تیرہ سو برس گذر جانے پر بھی وہ اس شکل میں محفوظ اور متداول ہیں کسی حدیث کے کسی ایک لفظ کو بھی تبدیل کرنے

محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کسی محدود علاقے متعین قوم اور مخصوص زمانے کیلئے نہیں تھی بلکہ آپ ساری دنیا کیلئے بھیجے گئے تھے۔ اور آپ کی رسالت قیامت تک کے زمانے کو محیط ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ پچھلے انبیاء کی طرح آپ ﷺ کے بعد آپ کا دین محرف اور ناپید نہ ہو۔ بلکہ اپنی اصلی اور صحیح شکل میں جیتا جاگتا ہوا قیامت تک موجود و محفوظ رہے۔ ورنہ قیامت تک کیلئے آپ کی رسالت بے معنی ہو کر رہ جائے گی

کی کوشش آج تک کامیاب نہیں۔

ذخیرہ احادیث چونکہ بہت وسیع ہے اس لئے جو خطوط اور رسائل جدا جدا تھے اب زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ کچھ مدت سے ان کو جمع کرنے کا کام ہو رہا ہے اور اب ان میں سے کئی کے فوٹو بھی منظر عام پر آچکے ہیں آپ یقیناً مسرت سے سنیں گے کہ کتب احادیث میں ان صحیفوں اور خطوط کے جو لفظ مروی ہیں۔ اور اصل صحیفے اور خطوط میں جو الفاظ موجود ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ احادیث کے صرف معانی، وحی، وحی الٰہی تھے۔ الفاظ، وحی الٰہی نہ تھے بلکہ ہزار ہا حدیثیں جن میں صحابی نے رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل اور فعل کو بیان کیا ہے ان کے الفاظ کے متعلق یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ رہے ہوں اس لئے کسی حدیث کو بیان کرنے کیلئے روایت باللفظ کی شرط نہ تھی مفہوم کو ٹھیک ٹھیک ادا کر دینا کافی تھا لیکن اس کے باوجود حدیث کے الفاظ کی حفاظت کا یہ اہتمام اس بات کی علامت ہے کہ ذخیرہ احادیث صحیح اور محفوظ ہو کر امت کے ہاتھ میں موجود ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے دین کے ان دونوں سرچشموں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ امت کو اتنے بڑے وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کی توفیق بخشی کہ یہ دونوں سرچشمے پر خاص و عام کی دسترس میں ہیں۔ جو شخص ان کو خود ان کی اصل زبان میں نہیں سمجھ سکتا ہے اس کے لئے سمجھانے والوں کی بڑی تعداد اور تراجم کی وافر مقدار موجود ہے۔ اور اس پر بھی اس کی پیاس نہ بجھے تو وہ چند برس کی محنت سے ان کو خود سمجھنے کی اہلیت واصلیت پیدا کر سکتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث شریف کے تحفظ سے اصل دین کتابوں کے اندر تو محفوظ ہو گیا لیکن انسانی فطرت پر نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے۔ کہ زندگی کے بہت سے گوشوں میں عملی طور پر دین کے جاری و ساری ہونے کے لئے صرف کتابی حفاظت کافی نہیں کیونکہ نہ تو ہر آدمی ان کا علم حاصل کرنے کی اہلیت اور فرصت رکھتا ہے اور نہ ہر آدمی میں اتنی جرات ہے کہ حق کو پہچاننے کے بعد اسے اپنانے کیلئے پورے ماحول سے بغاوت کر سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حفاظت دین کا دوسرا فریضہ یہ مقرر کیا کہ گمراہی وضلالت کی تاریکیاں خواہ جس قدر بھی پھیل جائیں حق پرستوں کا ایک گروہ بہر حال موجود رہے گا۔ اور اس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہ سکے گی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

> جب امت کا جمود اس سے نہ ٹوٹ سکے گا اور بگاڑ سیلاب کی طرح بڑھے گا اور اصلاح کی متضاد کوشش اس کے آگے بند نہ باندھ سکے گی۔ تو ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ ایسے مضبوط اور راسخ عزم والے کسی ایک فرد کو برپا کر دے گا جو فساد کے دھارے کا رخ موڑ کر رکھ دیں گے اور باطل کے خلاف نہایت کامیاب اور اثر آفریں انقلاب برپا کر ڈالیں گے اس طرح حق کے رخ تاباں کی جلوہ طرازیاں ساری دنیا کے سامنے آجائیں گی

لاتزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى ياتي عهد الله (بخاری و مسلم)

یعنی میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو کھلم کھلا حق پر قائم رہے گا ان کے مخالفت کرنے والے انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (قیامت) آجائے۔ اس مفہوم کو ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

ان الله لا يجمع امتي على ضلالة (ترمذی)

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا یعنی کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ پوری کی پوری امت گمراہ ہو جائے بلکہ گمراہی جتنی بھی ہمہ گیر ہو ایک طبقہ بہر حال حق پر قائم رہے گا۔

حق پرستوں کی ایک طبقہ کی دائمی اور سر عام موجودگی قیامت تک دین کے بقاء کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ جویائے حق کو حق کی تلاش میں سرگردانی اور ناکامی سے دوچار نہ ہونا پڑے اور راہ حق پر تنہا چلنے کا اندیشہ نہ ہو جس کے تصور سے اچھے اچھوں کے حوصلے چھوٹ جاتے ہیں کیونکہ یہاں اہل حق کا قافلہ حق قبول کرنے والے کو اپنے آغوش رفاقت میں لینے کیلئے ہمہ وقت موجود ملے گا۔

> حق خالص کے پہلو بہ پہلو حق کے نام پر باطل کا بھی ایک بڑا حصہ رائج کر دیا گیا ہے۔ اور صدیوں کے رواج نے بہت سے لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا کر دی ہے کہ وہی اصل حق ہے

(۳) حفاظت دین کا تیسرا انتظام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کیا گیا ہے کہ کتاب و سنت کا علم اور اہل حق کا طبقہ اپنے دائرے میں منجمد ہو کر نہ رہے بلکہ یہ ہمیشہ دین کا داعی اور حق کا فدائی بن کر ابھرتا رہے۔اور باطل کے ہر وار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر حق کو اس کی ٹھیک ٹھیک شکل میں امت کے سامنے پیش کرتا رہے۔اس لئے یہ بات بنائی گئی ہے کہ اس امت کے علماء اور جہلا کا ایک گروہ ٹھیک یہودونصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گا اور ایسا ہی ہوا کتاب وسنت کے معنی ومطلب میں معنوی بات کی گرم بازاری سے ان کی اصل صورت مسخ کر کے رکھ دی گئی ہے۔رعنائی اور زیبائی سلب کر کے اس کے رخ تاباں پر باطل اور بدبودار غازہ چھا گیا۔مگر یہودو نصاریٰ کے دنیای پرست کی طرح اس امت کے دنیا پرست علماء کو اتنا غلبہ و تسلط اور قوت حاصل نہ ہو سکی کہ حق کی آواز بالکل گھٹ کر رہ جائے اور حق پرست علماء بند حجروں میں بھی لب کشائی کی جرات نہ کر سکیں۔اللہ کا فضل خاص رہا کہ اس امت کے حق پرست علماء جرات رندانہ کے ساتھ بانگ دہل حق کا اعلان کرتے رہے اور دنیا پرستوں کی ایک ایک تحریف بے نقاب کرتے رہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس طبقے کی خصوصیات کا اظہار اس طرح کیا ہے:

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ وان عنہ تحریف الغالین وانتحال المضلین ......الخ (بیھقی فی المدخل)

اس علم دین کو ہر آنے والی جماعت کے بعد کچھ لوگ حاصل کریں گے اور وہ غلو کرنے والے کی تحریف اور گمراہوں کے جھوٹے وعدے اور جاھلوں کی غلط نسبت کا صفایا کریں گے۔

اس طبقے کو آپ نے ایک بار غرباء کہا اور ان کی یہ بات بتلائی۔

آج بھی دین کو ٹھیک طور پر جاننے اور سمجھنے کے ذرائع اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سہولیات حاصل ہیں۔کتاب وسنت اپنی اصلی اور بے داغ شکل میں موجود ہے۔ان پر عمل پیرا گروہ بھی موجود ہے۔اور ان کی بے لوث ترجمانی بھی ہو رہی ہے۔پس حق کی تلاش میں حیران وسرگردان ہونے کے کوئی معنی نہیں خدا پرستی مقصود ہے۔تو اٹھیے بڑھ کر حق کو اختیار کر لیجئے

وھم الذین یصلحون ما افسد من بعدی من سنتی (ترمذی ، الایمان)

یعنی بعض لوگوں نے میرے جن طریقوں کو بگاڑ رکھا ہو گا اس کی اصلاح کریں گے۔

احقاق حق اور اصلاح امت کا یہ کام مقتضاء طریقے پر رہے گا لیکن جب امت کا جمود اس سے نہ ٹوٹ سکے گا اور بگاڑ سیلاب کی طرح بڑھے گا اور اصلاح کی متضاد کوشش اس کے آگے بند نہ باندھ سکے گی۔تو ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ ایسے مضبوط اور راسخ عزم والے کسی ایک فرد کو برپا کر دے گا جو فساد کے دھارے کا رخ موڑ کر رکھ دیں گے اور باطل کے خلاف نہایت کامیاب اور اثر آفریں انقلاب برپا کر ڈالیں گے اس طرح حق کے رخ تاباں کی جلوہ طرازیاں ساری دنیا کے سامنے آجائیں گی۔

یھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ۔

تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ تمام حجت کے بعد ہلاک ہو۔اور جسے زندہ رہنا ہے وہ کھلی ہوئی دلیل کی بنیاد پر زندہ رہے۔ظاہر ہے کہ حق کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر اڑا رہنا چاہتا ہے تو وہ عند اللہ کوئی عذر نہیں پیش کر سکتا۔حق کی راہ میں اس طرح کا انقلاب لانے والے معلمین کو رسول اللہ ﷺ کی زبان میں مجدد کہا گیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

ان اللہ عزوجل یبعث بھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھم (ابو داؤد)

اللہ عزوجل اس امت کیلئے ہر سو سال کے عرصے پر ایسا آدمی برپا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

ان گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ آج بھی دین کو ٹھیک طور پر جاننے اور سمجھنے کے ذرائع اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سہولیات حاصل ہیں۔ کتاب وسنت اپنی اصلی اور بے داغ شکل میں موجود ہے۔ان پر عمل پیرا گروہ بھی موجود ہے۔ اور ان کی بے لوث ترجمانی بھی ہو رہی ہے۔پس حق کی تلاش میں حیران وسرگردان ہونے کے کوئی معنی نہیں خدا پرستی مقصود ہے۔تو اٹھیے بڑھ کر حق کو اختیار کر لیجئے یہ دعوت اس لئے دینی پڑ رہی ہے کہ حق خالص کے پہلو بہ پہلو حق کے نام پر باطل کا بھی ایک بڑا حصہ رائج کر دیا گیا ہے۔اور صدیوں کے رواج نے بہت سے لوگوں میں یہ غلط فہمی پیدا کر دی ہے کہ وہی اصل حق ہے اور اس کے التزام کے بغیر دین جو کچھ ہے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر ﷺ کی گفتار و کردار میں ہے

واللہ ولی التوفیق۔